82761 - ضرورتمند والد كا بیٹے كى كیفے والى كمائى لینے كا حكم

سوال

میرا بھائى ایك كنٹین اور كیفے كا مالك ہے جہاں تاش كھیلے جاتے ہیں اور حقہ پیا جاتا ہے، میرے والدین اس وقت بہت زیادہ ضرورتمند ہیں كیا وہ اس كى اس كمائى میں سے مال لے سكتے ہیں ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

باپ كے لیے بیٹے كى كمائى اور مال سے رقم لینى جائز ہے، اور اسے جتنى بھى ضرورت ہو وہ لے سكتا ہے، لیكن شرط یہ ہے كہ اس سے بیٹے كو نقصان نہ ہوتا ہو.

كیونكہ مسند احمد میں عبد اللہ بن عمرو رضى اللہ تعالى عنہ اور ابن حبان اور ابن ماجہ میں جابر رضى اللہ تعالى عنہ سے حدیث مروى ہے كہ ایك شخص رسول كریم صلى اللہ علیہ وسلم كے پاس آیا اور عرض كى:

اے اللہ تعالى كے رسول صلى اللہ علیہ وسلم میرا مال بھى ہے اور میرى اولاد بھى، اور میرا والد میرا مال لینا چاہتا ہے.

تو رسول كریم صلى اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" تو اور تیرا مال تیرے والد كا ہى ہے "

سنن ابن ماجہ حدیث نمبر (2291) صحیح ابن حبان (2 / 142) مسند احمد حدیث نمبر (6902) علامہ البانى رحمہ اللہ تعالى نے صحیح ابن ماجہ میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

فقہاء كرام نے اس كے لیے كچھ شروط بیان كى ہیں:

ابن قدامہ رحمہ اللہ كہتے ہیں:

" والد كے لیے جائز ہے كہ وہ اپنے بیٹے كا مال جتنا مال چاہے لے اور اسے اپنى ملكیت بنا لے، والد كو اس كى ضرورت ہو یا نہ ہو، چاہے بیٹا چھوٹا ہو یا بڑا والد اس كا مال دو شرطوں كے ساتھ لے سكتا ہے:

پہلی شرط:

وہ بیٹے کو تباہ نہ کردے، اور اسے نقصان نہ دے، اور وہ ایسی چیز نہ لے جو بیٹے کی ضرورت کے ساتھ معلق ہو.

دوسری شرط:

وہ ایك بیٹے سے مال لے لیکر دوسرے کو نہ دے، امام احمد نے یہی بیان کیا ہے، یہ اس لیے کہ کسی ایك بیٹے کو اپنے مال میں سے عطیہ دینے میں مخصوص کر لینا جائز نہیں، تو پھر کسی ایك بیٹے کا مال لیکر دوسرے بیٹے کو خاص کر دینا تو بالاولی ممنوع ہوگا.

بیان کیا جاتا ہے کہ مسروق رحمہ اللہ نے اپنی بیٹی کی دس ہزار مہر میں شادی کی اور وہ خود رکھ لیا، اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ کر دیا اور خاوند کو کہنے لگے: اپنی بیوی کو تیار کرو"

اور امام ابو حنیفہ، امام مالك، امام شافعی رحمہم اللہ کہتے ہیں: باپ کو اپنے بیٹے کا مال لینے کا صرف اتنا ہی حق ہے جتنی اسے ضرورت ہے؛ اس سے زیادہ نہیں لے سکتا، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" یقینا تمہارے خون، تمہارے اموال، تم پر اسی طرح حرام ہیں جس طرح تمہارا یہ دن تمہارے اس حرمت والے مہینے میں حرمت والا ہے "

متفق علیہ انتہی.

دیکھیں: المغنی ابن قدامہ (5 / 395).

جمہور علماء نے باپ کو ضرورت کی شرط لگائی اس کی تائید درج ذیل روایت سے بھی ہوتی ہے:

عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" یقینا تمہاری اولاد تمہیں اللہ کی طرف سے ہبہ کردہ ہے وہ جسے چاہے لڑکیاں ہبہ کرتا ہے، اور جسے چاہے لڑکے دیتا ہبہ کرتا ہے تو جب تمہیں اس کی ضرورت پڑے تو وہ تمہارا مال ہیں "

مستدرك الحاکم (2 / 284) سنن البیہقی (7 / 480) علامہ البانی رحمہ اللہ تعالی نے السلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ حدیث نمبر (2564) میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

تو جب باپ کو مال کی ضرورت ہو تو وہ اپنے بیٹے کے مال سے لے سکتا ہے، وہ اس مال کو اپنے اور اپنی عیالداری میں رہنے پر خرچ کر سکتا ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ وہ بیٹے کو ضرر اور نقصان نہ دے، اور وہ ایسی چیز

نہ لے جو اس کی ضرورت کے متعلقہ ہو، مثلا اس کی وہ گاڑی جو اپنے آنے جانے میں استعمال کرتا ہو.

مزید تفصیل کے لیے آپ سوال نمبر (9594) کے جواب کا مطالعہ کریں.

حقہ پینا حرام ہے، اس حقہ سے حاصل کردہ کمائی بھی حرام ہے، لیکن اگر اس کیفے میں اگر کھانے پینے والی مباح اشیاء مثلا چائے، قہوہ وغیرہ بھی ہوں تو آپ کے بھائی کے کیفے سے حاصل ہونے والی آمدنی مختلط مال شمار گی، جس میں حلال اور حرام دونوں جمع ہیں، اور جو مال اس طرح کا ہو تو دوسرے کے لیے اس مال سے کھانا حلال ہے، اور وہ اس کے مالك سے تجارت اور لین دین کر سکتا ہے، اور اس کا ہدیہ بھی قبول کر سکتا ہے، اگرچہ ورع اور تقوی یہی ہے کہ اس کے ساتھ لین دین نہ کیا جائے، اور اس کا مال نہ لیا جائے، لیکن جب باپ اس مال کا ضرورتمند ہو تو اسے لینے میں کوئی حرج نہیں، لیکن اس کے ساتھ ساتھ بیٹے کو نصیحت کرنی چاہیے کہ وہ اللہ کا تقوی اختیار کرے، اور حرام لین دین اور معاملات ترک کر دے.

دسوقی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

" آپ یہ جان لیں کہ جس شخص کا زیادہ مال حلال کا ہو، اور حرام کا مال کم ہو تو اس کے ساتھ لین دین اور معاملات کرنے اور اس کے ساتھ قرض اور تجارت کا معاملہ کرنا اور اس کے مال سے کھانا جائز ہے اور معتمد بھی یہی ہے.

لیکن جس شخص کا اکثر مال حرام اور حلال کم ہو تو ابن قاسم کا مسلك ہے کہ اس کے ساتھ لین دین اور معاملات کرنے، اور اس کے مال سے کھانا مکروہ ہے، اور معتمد بھی یہی ہے.

اور جس شخص کا سارا مال حرام ہو، اس سے مراد وہ شخص ہی جس کا ذمہ سارے کا سارا حرام میں ڈوبا ہوا ہو تو ایسے شخص کے ساتھ لین دین، اور معاملات کرنے اور قرض و تجارت کا معاملہ کرنا ممنوع ہے، اور اسے مالی تصرف سے روك دیا جائیگا " انتہی

دیکھیں: حاشیۃ الدسوقی (3 / 277) مختصرا

مزید تفصیل کے آپ سوال نمبر (45018) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں.

اور تاش کھیلنے کا حکم معلوم کرنے کے لیے آپ سوال نمبر (12567) اور (321) کے جوابات کا مطالعہ کریں.

واللہ اعلم .